ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

اندلسی کتب خانوں کے یورپ پر اثرات

THE EFFECTS OF ANDALUS'S LIBRARIES ON EUROPE

*غلام احمد چوہدری

*ڈاکٹر عبد الرشید قادری

ABSTRACT

The eminence of any nation depends upon its libraries. As it is impossible to live without oxygen, a man's evolution is impossible without a book. Hence, Books always build the Nation. Among one lakh, twenty-four-thousands prophets, the apostles are those who possess books. Holy Prophet (PBUH) asked his Ummah to follow the book of Allah and his sunnah for their ultimate survival in his sermon of Farewell Hajj. Lord Macaulay prefers to be poor in a cottage full of books than a king without the desire to read. Without a book, no philosopher, author, researcher, scientist, chemist, mathematician, astronaut, and scholar could ever be born. It was Muslims' bravery and perseverance that led them entered into African continent after conquering Syria, Palestine, Iraq, Iran, and Egypt. Robert Briffault mentions that modern European civilization would never have arisen without Arabs; Science is their most momentous contribution. He considers Andalus the cradle of the rebirth of Europe. As per Scott, Frederick II has spread Muslims' education to Europe. Andalus's scholars: Ibn Rushd's philosophy, Ibn-e-Baitar's botany, Abu-ul-Qasim's surgery, Ibn-al-Uloom's agriculture and Ibn-al-khatib's history took Europe to new horizons. Ibn-e-Rasheed highlights that Cordoba has the maximum number of books on the Earth. Some of the renowned Scholars who spread Arabic education in Europe: Roger Bacon, Robert of Chester, Plato, Jairad, Fenachi, Abu Bakr Razi, Ibn Zahr, Castle, Depok, William Jones, George Cell, Lane Poole, William Right, Arnold, Charles Lyall, Nicholson, Brown, etc.

Keywords: *Libraries, Books, Farewell Hajj, African continent, European civilization, Arabic education.*

أعَزُّ مَكانٍ في الدُّنَى سَرْجُ سابحٍ

وَخَيرُ جَليسٍ في الزّمانِ كِتابُ(1)

"دنیا میں سب سے زیادہ عزت والی جگہ تیز رفتار گھوڑے کی زین ہے"

اور زمانہ میں سب سے بہترین ہم نشین کتاب ہے"

*ریسرچ سکالر، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

*ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

1برقوقی،عبدالرحمٰن،شرح دیوان متنبی

نٓ وَٱلْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ(1) ”ن، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں“ قلم علم کی اشاعت کا سب سے زیادہ موثر اور بے مثال ذریعہ ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی جلالتِ شان کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی تا کہ قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے حکمت و دانش کے کارواں کی قیادت کرتے رہیں، اللہ رب العزت نے آیت مبارکہ میں صرف قلم ہی کی فضیلت اور عزت افزائی نہیں فرمائی ہے بلکہ وَمَا يَسْطُرُونَ فرما کر علم کے ان جواہر پاروں کی بھی قسم اٹھائی ہے جو لکھنے والے کی نوکِ قلم سے صفحہ قرطاس کی زینت بنتے ہیں۔

کسی بھی قوم کی ترقی اور عظمت کا انحصار دوسری چیزوں کے علاوہ ملک میں لائبریریوں کی ترقی، نشوونما اور سہولیات پر بھی ہوتا ہے۔ جس طرح ہوا، پانی اور خوراک کے بغیر جینا ممکن نہیں اسی طرح کتاب کے بغیر انسانی بقاء اور ارتقاء محال ہے۔ جس طرح علاقائی دفاع کے لیئے منظم فوجی چھاؤنیوں کا قیام ضروری ہے اسی طرح تہذیب و تمدن اور سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیئے کتب خانوں کی بنیاد اور تنظیم لازمی ہے۔ بلکہ یہ کتب خانے معاشرتی دفاع کا موثر ترین ہتھیار ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ "Books Build the Nations" قومیں کتابوں سے بنتی ہیں" کتابوں کی محبت اچھے ساتھی اور کسی علم دوست ہستی کی قربت سے بڑھ کر ہے۔ یہ کتب خانے، یہ معلوماتِ عامہ کے خزانے ہر دور میں علم کے پیاسوں کے لیئے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں بلکہ اپنے دیدہ و دل فرش راہ کیئے ایسے منتظر رہتے ہیں جیسے کسی شفیق ماں کی بانہیں اپنے بچوں کو سایہ شفقت میں لینے کو بے تاب ہوں یہ لائبریریاں بھی ہماری روحانی مائیں ہیں جو روح کے اندر رچی تحصیل علم کی پیاس اپنے وجود سے بجھاتی ہیں۔ یہ زندگی کے طویل اور دشوار گزار راستوں پر ہمارے لیئے خضرِ راہ اور نشانِ منزل بنتی ہیں۔ ان میں قدم رکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہمیں سکون کی لامتناہی دولت مل گئی ہو۔ کتابوں کی اپنی ہی دنیا ہے جو کہ ان صفحات پر پھیلے الفاظ کی چاندنی سے کتب بینوں پر ایک خاص کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ اسی لیئے کارلائل کو کہنا پڑا تھا کہ "Only the books rule the world" دنیا پر صرف کتابیں ہی حکمرانی کرتی ہیں"۔(2) دنیا میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ان حق لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیئے تشریف لائے مگر ان میں رسول وہی کہلائے جو صاحب کتاب تھے۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیئے بہترین منشور عطا فرما دیا اور فرمایا "میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم ان پر قائم رہے تو گمراہ نہ ہوں گے اور وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔“

حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں ” میں نے قبر سے زیادہ واعظ، کتاب سے زیادہ مخلص دوست اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر ساتھ کوئی نہیں دیکھا“۔(3) امام رازی فرماتے ہیں ”کتابیں انسان کو حیاتِ فانی میں عزت اور حیاتِ دوامی میں ابدی سکون بخشتی ہیں ‘‘۔(4)

---

1 القلم،68: 1

2 کارلائل، تھامس، اے کمپر یہنسیو لیٹالوجیکل ڈکشنری آف انگلش لینگویج ایلو میٹر، ایوری مین لائبریری، 1969ء ص796

3 روح اللہ نقشبندی، مولانا محمد، مطالعہ کی اہمیت، دارالھدیٰ، کراچی، 1421ھ، ص295

4 الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، جامع العلوم، کاشی رام پریس، لاہور، 1924ء، ص92

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

علامہ مسعودی فرماتے ہیں" اے میری کتابو! تم میری جلیس و انیس ہو، تمہارے ظریفانہ کلام سے نشاط اور ناصحانہ باتوں سے تفکر پیدا ہوتا ہے۔ تم پچھلوں اور اگلوں کو ایک عالم میں جمع کر دیتی ہو، تمہارے منہ میں زبان نہیں، لیکن تم زندوں اور مردوں کے افسانے سناتی ہو، تم ہمسایہ ہو، لیکن ظلم نہیں کرتیں، عزیز ہو، لیکن غیبت نہیں کرتیں، دوست ہو، لیکن مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑتیں"۔(1)

حضرت ابو العباس احمد بن یحیٰؒ (م291ھ) بن ثعلب سے کہا گیا کہ آپ کو لوگوں سے بالکل نفرت ہو گئی ہے حالانکہ اگر کبھی کبھی خلوت سے باہر نکلتے اور لوگوں سے ملتے جلتے تو وہ آپ سے فائدہ اٹھاتے اور اللہ آپ کو بھی ان سے فائدہ پہنچاتا۔ حضرت ابو العباس کچھ دیر سر جھکائے چپ رہے پھر شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے" ہم بادشاہوں کے پاس صحبت اختیار کریں تو وہ ہمارے ساتھ غرور و تکبر سے پیش آئیں گے، اگر تاجروں کے پاس بیٹھیں تو دل کے غریب ہو جائیں گے اور مال کے چکر میں پڑ جائیں گے، پس ہم نے تو یہی مناسب جانا کہ گھر کے گوشہ کو اپنا لیں اور کتب بنی اختیار کر لیں"(2)حافظ سخاوی نے فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث میں لکھا ہے کہ ابو ایوب سلیمان بن دوٗد الشاد کونی بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے 234ھ میں اصفہان میں فوت ہوئے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کریم نے میری مغفرت فرمادی۔ میں اصفہان کے راستے پر جارہا تھا کہ بارش آگئی میرے پاس کتابیں تھیں میں کسی چھت یا سایہ دار جگہ کے نیچے بھی نہ تھا، میں کتابوں پر اوندھا ہو گیا جہاں تک کہ صبح ہو گئی اور بارش بھی تھم گئی، دوسرے اسباب کے ساتھ اللہ نے اس کے سبب میری مغفرت فرمادی۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ "اگر مجھے دنیا کا عظیم ترین بادشاہ بنا دیا جائے میرے رہنے کو عظیم قصر و باغ ہوں، سواری کے لیئے بگھیاں ہوں، کھانے کو لذیذ کھانے اور پہننے کے لیئے پوشاک ہوں مگر مجھے کتابیں پڑھنے کو نہ دی جائیں تو میں ایسی بادشاہت کو ہر گز پسند نہیں کرونگا بلکہ اس تنگ و تاریک کوٹھری میں رہنے کو ترجیح دونگا جس میں وافر مقدار میں کتابیں پڑھنے کو ملیں۔(3) امام غزالیؒ اپنی کتاب احیا العلوم جلد اول صفحہ پانچ میں لکھتے ہیں کہ جو خصوصیت انسانوں کو چوپائیوں سے ممتاز کرتی ہے وہ علم ہے انسان اس وقت تک انسان کہلاتا ہے جب تک انسانی شرافت کی باتیں اس میں موجود ہوں اور انسان کی شرافت جسمانی قوت کے باعث نہیں ہے کہ اونٹ اس سے زیادہ قوی ہے نہ جسامت کے باعث کہ ہاتھی اس سے بہت زیادہ جسیم ہے، نہ شجاعت کے سبب کہ درندے اس سے زیادہ شجاع ہیں نہ کھانے کے باعث کہ بیل کی غذا اس سے زیادہ ہے۔ بلکہ انسان کا جو کچھ شرف ہے وہ علم کے باعث ہے اور اسی علم کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔(4)

کتاب مذہب و تاریخ، عمرانیات و فلسفہ، سائنس و ٹیکنالوجی غرضیکہ ہر علم کا احاطہ کرتی ہے گویا کتاب معلم ہے اتالیق ہے دوست ہے۔ کتاب ہی تو ہے جو انسان کے دکھوں اور غموں کا مداوا کرتی ہے اس کی تنہائیوں کی مونس و رفیق ہے۔ یہ ایک ایسا دوست ہے جس کی باتوں میں گلوں کی خوشبو، شہد کی مٹھاس اور خوابوں کا رس پایا جاتا ہے اس

---

1 روح اللہ نقشبندی، مولانا محمد، مطالعہ کی اہمیت، دارالھدیٰ، کراچی، 1421ھ، ص47-48

2 اشرف علی تھانوی، مولانا، العلم والعلماء، افادات اشرفیہ دوبگا، لکھنو، ص257

3 Macaulay, Thomas Babington, The Selected Letters of Thomas Babington Macaulay, Cambridge University press, 1983 P336

4 الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد الطوسی (م1111ء) احیاء العلوم، ج1، ص5

دوست سے دھوکہ دھی، چاپلوسی، بے جا خوشامد اور اکتاہٹ کی بو نہیں آتی جب تک آپ چاہیں کتاب خاموش رہتی ہے اور جب آپ بات چیت کرنا چاہیں تو فصاحت کے ساتھ بولنے لگتی ہے۔اگر آپ کام میں مصروف ہوں تو خلل انداز نہیں ہوتی اور اگر تنہائی محسوس کریں تو ایک شفیق ساتھی بن جاتی ہے۔یہ ایک مزاج شناس دلبر ہے، جس کی صحبت میں نیندیں حرام بھی ہو جاتی ہیں اور یہ تھپکیاں دے کر سلا بھی دیتی ہے۔اس سے آنکھوں کو نطق و سماعت کی قوت ملتی ہے۔کتاب زمانوں کو سمیٹتی ہے، فاصلوں کو قربتیں عطا کرتی ہے یہی ماضی کو حال اور مستقبل کے رشتوں میں پروتی ہے، یہ ماضی کا نور حال کا احساس اور مستقبل کا شعور ہے۔یہ فلسفے کی موشگافیوں، زمین کی وسعتوں، آسمانوں کی نشانیوں اور سمندروں کے راز عطا کرتی ہے۔یہ ذرے کا دل چیرنے کے ڈھنگ بھی بتاتی ہے اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی قوت بھی بخشتی ہے۔غرض یہ کہ انسان کی ذہنی اور روحانی غذا بہم پہنچانے کا سب سے اہم ذریعہ کتاب ہے۔

کتاب کے بغیر کبھی بھی کوئی بڑا فلاسفر، کوئی بڑا مصنف، کوئی بڑا محقق، کوئی بڑا سائنسدان، کوئی بڑا کیمیا دان، کوئی بڑا ماہر فلکیات، کوئی بڑا ریاضی دان اور کوئی بڑا فقیہ و عالم پیدا نہیں ہوا اور اگر پیدا ہو بھی گیا تو اس نے علمی اور دیر پا زندگی نہیں پائی کیونکہ علم کی صبر آزما اور سنگلاخ راہ سے کمال کی منزل تک پہنچنے کی بجائے جھوٹی سیاست اور سرکاری نوکری کے ذریعے فخر و شہرت اور نام و نمود پیدا کرنے کا راستہ ان کو زیادہ آسان نظر آتا ہے اور کتاب کا تقاضا ہے کہ علم کے سوا اس کے طالب کا کوئی اور مقصود نہ ہو۔

یہ کتب خانوں کا ہی فیضان تھا کہ مسلمان قوم میں ابن خلدونؒ جیسا فلسفہ دان، تاریخ و تمدن کا بانی طبریؒ وواقدیؒ، مسعودیؒ، جیسے مورخ، الفارابی جیسا ماہر عمرانیات، غزالیؒ جیسا متکلم، قرطبیؒ، رازیؒ، زمخشریؒ جیسے مفسر، امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام بخاری، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ اور امام ابو داود جیسے محدث، شیخ عبد القادر جیلانیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت اویس قرنیؒ، بابا فرید گنج شکرؒ، علی احمد صابرؒ، شہاب الدین سہروردیؒ، علی ہجویری داتا گنج بخشؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسے صوفی، حضرت اقبال اور قائد اعظم جیسے مفکر، ابن العربی، عمر خیام جیسے ریاضی دان، ابن الہیثمؒ جیسے بصریات کے ماہر، فرغانیؒ جیسا فلکیات کا استاد، بو علی سیناؒ جیسا نابغہ روزگار طبیب، ابن رشدؒ جیسا فلسفی، حافظ فردوسی اور حضرت سعدیؒ جیسے شاعر، خالد بن ولیدؒ، سعد بن ابی وقاصؒ اور عمرو بن العاصؒ جیسے سپہ سالار امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانی، امام کاسانیؒ، امام ابن حزمؒ، امام ابنِ قدامہؒ جیسے فقہاء علاوہ ازیں اقلیدس، بطلیموس، بقراط ارشمیدس اور جالینوس جیسے فلسفہ و منطق کی قد آور ہستیوں نے جنم لیا۔

تمام حکماء، فضلا اور عقلاء اس پر متفق ہیں کہ عقل سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور علم سے بڑھ کر کوئی کمال و فضیلت نہیں، معاش ہو یا معاد، دین ہو یا دنیا، سب کا دارومدار علم پر ہے اور علم کا دارومدار کتاب پر ہے اور کتاب کا انحصار کتب خانہ پر ہوتا ہے۔۔کتب خانوں کو بجا طور پر فکر انسانی کے گنج ہائے گرانمایہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔یہ ماضی و حال کے مراکز اتصال ہیں جہاں انسان کے روحانی و ذہنی سفر کی تمام منزلیں نظر آتی ہیں۔بادشاہوں میں اندلس کے اموی خلیفہ حکم ثانی کا ذوق مطالعہ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس کے کتب خانے میں کتب کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

تعداد چار لاکھ تھی ان میں سے بہت کم ایسی تھیں جن کو انہوں نے پڑھا نہ ہو۔(1) علامہ ابن رشد نے ساری عمر کتب بینی میں صرف کر دی ان کی عمر میں صرف دو راتیں ایسی گزری ہیں کہ جب وہ مطالعہ نہ کر سکے ایک شادی کی اور دوسری والدہ کی وفات کی۔(2) منجم ابو معشر (م 272ھ) کے انہماک مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے خراسان سے مکہ جاتے ہوئے بغداد کا ایک کتب خانہ خزینۃ الحکمت دیکھنے کا قصد کیا وہاں پہنچ کر مطالعہ میں اتنا محو ہوئے کہ مکہ جانا بھول گئے۔(3) حضرت امام زہری کے متعلق حبیب الرحمن شیروانی نے اپنی کتاب ''علماء سلف ''میں ایک نہایت دلچسپ بات لکھی ہے وہ مطالعہ میں اتنا منہمک رہتے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی ان کی بیوی کو یہ گوارا نہ تھا کہ اس کے سوا شوہر کے دل میں کسی اور کی اس قدر گنجائش ہو چنانچہ ایک روز بیوی نے بگڑ کر کہا قسم ہے رب کی یہ کتابیں مجھ پر 3 سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ (م 728ھ) آپ کے حالات بھی بڑے دلچسپ ہیں قربانی و ایثار اور علمی انہماک میں آپ اپنی مثال آپ ہیں باوجود قید و بند کی صعوبتوں کے بڑی بھاری تعداد میں تصانیف کا خزانہ وراثت میں چھوڑا۔ آپ کی پوری زندگی علم کی خدمت میں گزری ہے جب آپ نظر بند تھے تو حکومت نے لکھنے کی ہر قسم کی اشیاء قبضہ کر لی تھیں۔ آپ نے منتشر اوراق پر کوئلوں سے لکھنا شروع کر دیا چنانچہ بہت سے رسائل ایسے ہی برآمد ہوئے ہیں جو کوئلوں سے تحریر کردہ تھے جو مسودات جیل سے برآمد ہوئے تھے ان کی کل تعداد ساٹھ جلدوں سے زائد تھی۔(4)

عہد نبوی میں جس قدر علم کی پیاس اس نبی ﷺ کے پیروکاروں میں پیدا ہوئی اس کی مثالیں ہمیں تاریخ کے صفحات میں جابجا ملتی ہیں جمع و تدوین قرآن جمع و تدوین حدیث اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل ان کی حرزجاں بن گئیں۔ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں یہ شمع علم کے پروانے جو تعداد میں کم وبیش چالیس ہوتے تھے۔ جنھیں تاریخ اصحاب صفہ کے نام سے یاد کرتی ہے ہمہ وقت علوم اور احادیث نبوی کی جمع وتحفیظ میں مگن رہتے۔ ایک وقت آیا کہ اہل علم کو اگر ناز تھا تو اپنے ذاتی علمی ذخیروں پر ان کی نظر میں مال و دولت کی کوئی حیثیت نہ تھی ۔اچھی اور علمی کتب رکھنا باعث افتخار سمجھا جاتا تھا۔یہی وہ دور تھا کہ جب مجاہدوں کے ایک ہاتھ میں کتاب اور دوسرے ہاتھ میں تلوار ہوا کرتی تھی اور چار دانگ عالم میں وہ اس برق رفتاری سے پہنچے تھے جو ہماری چشم خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ مسجد ومکتب کا یہ نظام پورے عالم اسلام میں رواج پا چکا تھا۔ پھر دین و علم کی ترویج میں ان کتب خانوں نے ایسا بھرپور کردار ادا کیا کہ دنیا دنگ رہ گئی ۔ بُعد زمانہ سے اگر اہل اسلام میں بزدلی اور کاہلی پیدا نہ ہو جاتی تو پھر آج اس کرہ ارضی پر ایسا کوئی جھونپڑا باقی نہ رہتا جس کے اندر دین علم کی کرنیں داخل نہ ہو پاتیں۔ یہ کتب خانوں کا ہی انقلابی کردار تھا کہ عرب کے جاہل بدو راہبرانِ عالم بن گئے اور ناخواندہ عرب اس دور کے تہذیب یافتہ طبقوں کے امام بن گئے۔ یہ سب کچھ کتب خانوں کی مرہون منت ہوا وگرنہ صحرائے عرب کے بھیڑ بکریاں چرانے والے یہ خانہ بدوش ایران و روم کی تہذیبوں کو زیر نگیں نہ کر پاتے اس حقیقت کو اہل یورپ کیسے جھٹلا سکتے ہیں کہ

1 Imam Din, A Political History of Muslim Spain, Dacca, 1961, P. 179

2 پنٹو، اولگا، اسلامی کتب خانے، مترجم احمد میاں اختر جوناگڑھی، دارالناظر پریس، لکھنؤ، 1922ء ص 278

3 یاقوت حموی، معجم الادباء، ج5، ص 467

4 علی میاں، سید ابوالحسن ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس نشریات، اسلام آباد، 1983ء ج2، ص 123

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

پورا یورپ جب جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا تو عالم اسلام اپنے کتب خانوں کی بدولت نورعالم کی روشن کرنیں ان کی تاریکیوں میں منتقل کر رہا تھا۔ آج یورپ کی تمام تر ترقی کا دارومدار وہ کتب خانے ہیں جو صلیبی جنگوں سے چھین کر یورپ منتقل ہوئے۔

اندلس- علمی وادبی مرکز

یوں تو ملتان سے غرناطہ تک علم وادب کے درجنوں مراکز تھے جیسے:-

ایران میں: نیشاپور، شیراز، ہمدان، اصفہان اور تبریز

بخارا میں: سمرقند، تاشقند اور خیوہ

عراق میں: بصرہ، کوفہ اور بغداد

شام میں: حلب اور دمشق

مصر میں: قاہرہ اور اسکندریہ

لیکن سب سے بڑے دو مراکز، بغداد اور اندلس تھے۔ موضوع زیر تحقیق کے مطابق صرف اندلس کو ہی زیر بحث لایا جائے گا۔ براعظم یورپ کا جنوب مغربی گوشہ جزیرہ نمائے ہسپانیہ کہلاتا ہے اس کا بیشتر حصہ جہاں صدیوں تک مسلمانوں کی حکومت رہی اندلس کے نام سے مشہور ہے آج بھی ہسپانیہ کے ایک صوبے کو "اندلس" کے نام سے یاد کرتے ہیں اسے سپین یا ہسپانیہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے جس میں آج کل سپین اور پرتگال کے نام سے دو جداگانہ ملک جداگانہ سلطنتوں کے ساتھ واقع ہیں۔(1) مسلمان قوم کبھی کڑیل جواں تھی اس کے بازو قوی، حوصلے بلند اور ارادے مضبوط تھے اس قوم میں سمندروں جیسا تموج، طوفانوں جیسی شدت، بہاروں جیسی رنگینی، پھولوں جیسی مہک اور شبنم جیسی نمی تھی۔ وہ جدھر بڑھتی فتح و کامرانی اس کے قدم چومتی، تخت و تاج اس سے لپٹنے کے لیئے دیوانہ وار دوڑتے۔ وہ وقت کی معلم تھی اس کے ہاتھ زمین کی نبض پر تھے، حکمت و دانائی اس کی جھولی میں بھری تھی اونچے حوصلوں اور ارادوں کی کمندیں ہر وقت اس قوم کے کندھوں پر سوار رہتیں۔

وقت کا یہی وہ دور تھا جب مسلمان قوم شام و فلسطین، عراق و ایران اور مصر کے دامنوں، صحراؤں اور میدانوں کو روندتی براعظم افریقہ میں داخل ہوئی۔ افریقہ کی وسعتیں اس قوم کی قوتوں کی طرح لا حدود و بے حساب تھیں مگر طوفان کا وصف رکھنے والی یہ عظیم قوم ان وسعتوں کو پھلانگ گئی اور اس ساحل تک جا پہنچی جو بحیرہ روم جیسے بڑے سمندر سے وابستہ ہے۔ بحرہ روم کا یہ شمال مغربی کنارہ انسانی تہذیب و تمدن کی کئی مثالیں دیکھ چکا ہے اس نے یونانی قوم کے بربروں کو بھی دیکھا ہے، بازنطینی بادشاہوں کے تاجوں میں آویزاں ہیروں کی چمک بھی دیکھی ہے، قوم قوط کی عورتوں کا حسن اور اُن کے مردوں کی بربریت بھی دیکھی ہے اور پھر اس قوم کو بھی دیکھا جو پہلے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں قوی ہیکل گھوڑوں کی پیٹھوں پر سوار یہاں آئی اور بحرہ روم کے پہاڑ پر دیوانہ وار چڑھ گئی مگر وہ قوم سمندر سے کھیلنے کے فن سے آگاہ نہ تھی۔ اس نے اب تک صحراؤں کے سینے چیرے تھے، دریاؤں کا منہ موڑا تھا، وادیوں کو روندا تھا میدانوں میں پھیلی کھوکھلی تہذیب

1 ریاست علی ندوی، مولانا، تاریخ اندلس، مکی دارالکتب، لاہور، 2003ء، ص18

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

کے کھنڈر مسمار کیے تھے مگر ہزاروں میل کی وسعت رکھنے والے سمندروں کی راز دارنہ تھی وہ کتنی دیر تک اس سمندر کی موجوں سے کھیلنے اور اُن کا تماشہ کرنے کے بعد ساحل سے لوٹ آئی۔

یہ مسلم قوم کی چڑھتی جوانی کے دن تھے افریقہ کے میدان اس قوم کے لئیے ناکافی تھے وہ بار بار اس ساحل پر آئی حضرت عقبہ بن نافعؓ جیسے افراد نے بڑی بے تابی کے ساتھ اپنے گھوڑے پہاڑوں جیسی موجوں سے لڑا دیئے مگر جب ان موجوں نے ان کی بے تابی پر دیوانہ وار قہقہے لگائے تو عقبہؓ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر اپنے پرودگار سے التجا کی۔

"اے پروردگار! یہ دیوانی موجیں اُس دنیا اور مجھ میں حائل ہیں جو اس سمندر کے پرے آباد ہے جس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔ پروردگار! یہ موجیں اگر میری راہ میں حائل نہ ہوتیں تو میں تیرا پیغام اُدھر بھی عام کر دیتا۔"

عقبہؓ بن نافع اور اُن کے ساتھیوں کو اس وقت تک معلوم نہ تھا کہ اس سمندر کے پیچھے کونسی دنیا آباد ہے یہ علم تو عقبہؓ کے جانشین حضرت موسیٰ بن نصیرؒ کو نصیب ہو، اس وقت افریقہ کی تاریخ ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ یہ دور تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے اُن کے آنے سے سمندر کی چھاتی پر ایک نئ داستان لکھی گئی ۔

تاریخ اسلام میں اندلس اور خصوصاً کتب خانوں کا اپنا ایک منفرد مقام ہے اسلامی سپین نے انسانی تاریخ میں جو خدمات سرانجام دیں اس کے اثرات نا صرف یورپ بلکہ آج کی جدید دنیا میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا اندلس تقریباً آٹھ سو سال تک علوم و فنون کا سرچشمہ رہا اس دوران اس تہذیب نے جو سب سے شاندار کارنامہ سر انجام دیا وہ دنیا بھر کے علوم کا عربی زبان میں ترجمہ اور اُن کا ایک جگہ اکٹھا کرنا تھا جن میں ہندی، عربی، اور یونانی علوم سر فہرست ہیں یونانی فلسفہ جو صدیوں تک ایک سرد خانے میں پڑا ہوا تھا اس کو عربی میں ترجمہ کروا کر لوگوں تک منتقل کر دیا گیا جس کے نتیجے میں اندلس کے بعد یہ سائنسی علوم اور یونانی فلسفہ سرحدیں پار کرکے اٹلی اور فرانس جیسے اہم یورپی ممالک میں داخل ہوا جس کی بنیاد پر ریاست کو مذہب سے علیحدہ کرنے کی تحریکوں نے جنم لیا اور یوں سیکولرازم کی بنیادیں قائم ہوئیں۔ جس کی بنیاد پر یورپ میں جمہوریت اور سائنس نے ایک نہ ختم ہونے والا آغاز کیا اور آج دنیا بھر کی سائنس اور جمہوریت اس اقدام کی ہی مرہون منت ہے۔

مسلم اندلس نے دنیا کے تین اہم مذاہب (اسلام، مسیحیت، یہودیت) کے درمیان ایک شاندار ہم آہنگی کو بھی جنم دیا۔ یہودیت کی تاریخ میں مسلم اندلس کو ان کے حوالے سےGlorious period کے طور پر جانا جاتا ہے۔ جہاں پر یہودیوں کو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ آٹھ سو سال تک ہر انداز میں پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کیئیے۔ ابن میمون جیسے تاریخ ساز لوگوں نے اسی دور میں جنم لیا جس کو آج بھی سرجیکل کی دنیا میں اس شعبے کا بانی سمجھا جاتا ہے وہ قرطبہ کا ایک یہودی تھا۔

مسلمانان اندلس کے ایک دارالعلم کے دروازے پر لکھا تھا زندگی کی عمارت چار بنیادوں پر قائم ہے۔

1۔ ارباب عقل کے علم ۔

2۔ بڑوں کے عدل۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

3۔ اہل تقویٰ کی دعا۔

۴۔ بہادروں کی شجاعت۔(1)

اس میں علم کو پہلا مقام دیا گیا۔ اس لیئے کتب خانوں پر خصوصی توجہ جاری رہی۔ جب عربوں کا علم یورپ پہنچا تو وہاں رہنے سہنے اور سوچنے تک کا انداز بدل گیا اس طرح اہل اندلس نے یورپ کی ذہنی تحریک اور قرون وسطیٰ کی علمی و ادبی، دینی و تبلیغی، تہذیبی و ثقافتی ،معاشرتی و اخلاقی ،معاشی ،فنی و سائنسی،طبی اور سیاسی تاریخ کا روشن ترین باب رقم کیا۔ آج اگر یورپ ترقی کے بام عروج پر ہے تو یہ صرف مسلمانِ اندلس کی بدولت ممکن ہوا ہے۔

قرون وسطیٰ میں یورپ وحشت و بربریت اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ گارے اور گھاس کی جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔ پتے کھاتے تھے اور کھالیں پہنتے تھے۔ ان کی گلیاں غلیظ جابجا گندے جوہڑ اور کوڑے کے ڈھیر ، سڑکیں ندارد ،ہر طرف بے راہ جنگل جن میں ڈاکوؤں اور آدم خوروں کا بسیرا تھا۔ سیاست،حکومت ،تمدن،تہذیب اور علوم و فنون کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔(2)

عین اس عالم میں عرب سے مسلمان قوم اٹھی جو صرف نوے برس میں ملتان سے بحیرہ اسود اور سمرقند سے ساحل اطلس ووسطِ فرانس تک چھاگئی۔ اس قوم نے جابجا مساجد بنائیں۔ علم و فن کے بڑے بڑے مراکز قائم کیے دنیا بھر کے علماء و حکماء کو اپنے درباروں میں جمع کیا۔ تمام یونانی ورومی علوم کو عربی میں منتقل کیا۔ جا بجا دارالکتب اور دارالعلوم قائم کیے۔ شفا خانے بنوائے، سڑکیں نکالیں۔ نہریں کھودیں۔ باغات لگائے ۔گلیوں کو پختہ کیا۔ رات کو روشنی کا انتظام کیا۔ پل اور تالاب بنائے اور دنیا کو حسین تعمیرات سے بھر دیا۔ موسیو لیبان لکھتا ہے:۔" عربوں نے جب صدیوں میں اندلس کو مالی و علمی لحاظ سے یورپ کا سرتاج بنا دیا ۔یہ انقلاب صرف علمی واقتصادی ہی نہ تھا بلکہ اخلاقی و تمدنی بھی تھا۔ انہوں نے نصاریٰ کوانسانی خصائص سکھائے اور ان سے بہترین سلوک کیا۔(3)

کتب خانوں کا علمی معیار

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دنیا میں جن اقوام نے بھی بام عروج حاصل کیا وہ کتب ہی کی مرہون منت ممکن ہوا اور کتب کا وجودکتب خانوں ہی کی بدولت ممکن ہوتا ہے خوش قسمتی سے اندلس کے تقریبا 800 سالہ دور میں کتب خانوں کی بھرمار رہی کوئی شہر ٹاؤن قصبہ اور بستی ایسی نہ تھی جس میں کتب خانہ نہ ہو ایک وقت ایسا بھی تھا کہ دنیا ئے اسلام کا ہر پڑھا لکھا انسان اندلس کی فردوس گم گشتہ سے نہ صرف واقف تھا بلکہ اندلس تاریخ اندلس اور تہذیب

1 برق،ڈاکٹر غلام جیلانی،ہماری عظیم تہذیب،الفیصل،لاہور،2014ء،ص،88

2 ڈریپر،معرکہ مذہب و سائنس مترجم ،ظفر علی خان ، لائف ممبرز ایسوسی ایشن، گورنمنٹ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، 1992ءص361-425

3 لیبان،موسیو،تمدنِ عرب،ص،257425

اندلس کو اسلامی ادبیات میں ایک نمایاں اور مقبول موضوع کی حیثیت سے پہچان تھی۔ شاید ہی کوئی بڑا ادیب اور شاعر ایسا ہو جس نے کہیں نہ کہیں اندلس کو بطور رمز اور استعارہ استعمال نہ کیا ہو اس کی وجہ محض یہ نہیں کہ اندلس مغربی یورپ میں اسلام کے وجود کی ایک دلیل تھا بلکہ اس کی اصل وجہ اسلامی اندلس کی علمی وادبی غیر معمولی تہذیبی، ثقافتی اور فکری خدمات تھیں۔ اندلس مشرق ومغرب کے درمیان ایک نقطہ اتصال تھا۔ اس کے ذریعے اسلام کے اخلاقی اصول، قانونی تصورات ،علمی ادبی اور مذہبی افکار یورپ کے گوشے گوشے تک پہنچے۔ یورپ میں احیائے علوم اصلاح مذہب کی تحریکیں اندلس کے گہرے اثرات ہی کے نتیجے میں ابھر سکیں۔ مغربی قوانین سیاسی افکار حتیٰ کہ سائنسی تحقیقات بھی اندلس کے اسلامی علمی وادبی اثرات سے بالواسطہ اثر پذیر ہوئیں۔

یقیناً اندلس اپنے دور میں ایک چمکتا ہوا سورج تھا جس کی شعاعوں سے نہ صرف عالم اسلام کے مسلمان طلبہ مستفید ہوتے تھے بلکہ یورپ کے طلبہ بھی اندلس کے تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم پر فخر کرتے تھے انہوں نے مسلمان سائنسدانوں کی کاوشوں کو اپنی علاقائی زبانوں میں تراجم کیئے اورپھر ان بنیادی کتب کے اوپر یورپ نے اپنے تحقیقاتی ادارے قائم کیے۔

مسلمانوں سے قبل اندلس تہذیب و تمدن اور علمی و ادبی حیثیت سے ناآشنا تھا۔ وحشی گروہ کی حکمرانی تھی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون رائج تھا علم و ادب سے لاتعلقی تھی امیر لوگ درہم و دینار کے پجاری تھے اور غرباء کا کوئی پرسان حال نہ تھا انسانی شہر جنگل کی بستیوں کا پتہ دیتے تھے انسانی رویوں میں درندگی رچ بس گئی تھی فنون لطیفہ اور علم و ادب کا نام و نشان تک نہ ملتا تھا بلکہ ان کی جگہ ظلم و جوراور غلامی کے طوق نے لے لی تھی۔

فتح اندلس کے بعد تعلیم مفت تھی ہر درجہ کا شہری اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتا تھا تحقیقات کے لیے حکومت کی طرف سے مفت سہولیات مہیا کی جاتی تھیں کتب کی اشاعت حکومت کے ذمے تھی ماہرین علوم و فنون کو کتب خانوں اور تجربہ گاہوں کی وسیع پہنچانے پر سہولت میسر تھی اہل علم افراد کو بڑے بڑے انعامات اور وظائف و مشاہیر ملتے تھے۔(1) اندلس کے کتب خانوں میں طالبان علم کو پڑھنے کتب دینے کا عام رواج تھا ۔ بدر الدین بن جماعۃ نے لکھا ہے کہ کتب کا مستعار لینا دینا نہایت قابل تعریف فعل ہے بشرطیکہ لینے والے اور دینے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے(2)بعض کتب خانوں میں اس امر کاانتظام بھی ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کتاب کو مستقل طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے یا کہیں دور دراز مقام پر لے جانا چاہتا ہے تو اس کی فوراً نقل تیار کروا دی جاتی اس کے لیئے اجرت مقرر کی جاتی تھی لینے والا اس کتاب کی مطلوبہ نقلیں تیار کرکے کتب خانے میں محفوظ کر لیتا۔ بڑے بڑے کتب خانوں میں اچھی بڑی تعداد میں یہ وراق رکھے جاتے تھے تاکہ کام جلدی سے طے پائے ۔ نامور مورخ ابوالفداء کے

---

1 ساجد خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد، اندلس میں مسلمانوں کا نظام تعلیم ،ظلال القرآن فائنڈیشن، راولپنڈی 2007ء، ص،223

2 ابن المعاعۃ، بدالدین ابراھیم ،الکتانی، تذکرۃ السامع والمتکلم، حیدر آباددکن ،جمیعۃ دائرہ معارف العثمانیہ ،13013ھ ،ص،167

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

کتب خانہ میں کئی کاتب تھے۔(1) اس میں بھی شک نہیں کہ دیگر اقوام کے علوم کو اسلامی دنیا میں سب سے زیادہ عروج بنو عباس کے دور میں حاصل ہوا مگر جب بنو امیہ کو اندلس کی حکومت ملی تو انہوں نے قرطبہ کو رشک بغداد بنا دیا۔

بقول ابن رشید"قرطبہ اللہ کی زمینوں میں سب سے زیادہ کتب رکھنے والا تھا"(2)جس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ عرب مسلمان جہاں جہاں گئے اپنے علوم ساتھ لے کر گئے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ جس زمانے میں بنو امیہ نے اندلس پر قبضہ کیا اس وقت مجموعی طور پر عربوں کے تمدن میں خاص بات یہ تھی کہ انہیں علوم و فنون اور ادب کا بے انتہا شوق ہو گیا تھا مدارس، کتب خانے اور علمی تحقیقات کے مراکز قائم ہوگئے تھے یونانی کتب کا ترجمہ کیا گیا، علم ہندسہ ،ہئیت، طبیعات ،کیمیا اور طب کی تحصیل نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہوگئی تھی۔ دراصل اس وقت مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ علوم عقلیہ ونقلیہ سے انسان کے افکار میں بلندی اور روشنی پیدا ہوتی ہے۔(3)

کتب خانے کا عملہ پڑھا لکھا ہونا ایک عام بات تھی چنانچہ بڑے بڑے علماء اس منصب پر فائز ہوتے تھے نصیرالدین طوسی (597-672ھ)صاحب علم و فضیلت ایک لمبے عرصے تک مراغہ کی رصد گاہ کے مہتمم اعلی رہے انہی کے تحت رصدگاہ کا کتب خانہ بھی تھا۔ ان کے زیر سایہ ابن الفوطی(642-723ھ)نے جملہ علوم میں اہلیت و قابلیت پیدا کرنے کے علاوہ علوم کتب خانہ بھی حاصل کیے پھر یہ کتب المستنصریہ میں بھی مدت العمر تک لائبریرین رہے ابن الفوطی بہت بڑے عالم اور کئی کتب کے مصنف بھی تھے عملے میں جو مختلف لوگ مثلا داروغہ مہتمم کتب خانہ ، جدول ساز ،ناظم، وراق مترجم، کاتب، مذہب اور مجلد شامل تھے یہ سارے اپنے اپنے فن میں ماہر ہوتے تھے انہیں فنون کی تربیت وراقین کی دکانوں پر باقاعدہ طور پر دی جاتی تھی ہر فرد اپنے فن میں کاملیت حاصل کرنے میں دوسروں سے سبقت لے جانا چاہتا تھا۔ کتب اور دیگر مواد کو کلاسیفائی کرنے کے لیے مضمون وار فہرست تیار ہوتی۔ اس میں افادیت کا پہلو تھا کتب تک پہنچنے میں آسانی تھی(4)

کتب خانے کو چلانے کے لیے مشہور عالم ابن مسکویہ(م421ھ) نے عرصہ تک عضد الدولہ کے کتب خانے کے مہتمم کی حیثیت سے کام کیا خطیب التبریزی نے مدرسہ نظامیہ میں نہ صرف درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ مدرسہ کے کتب خانے کے نگران اعلی بھی رہے۔ (5)ان کے کتب خانوں میں جس انداز کی علمی و ادبی خدمات ہوئی تھیں ان سے بھی علم کتب خانہ پر کافی روشنی پڑتی ہے اندلس کے کتب خانے مقامی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ دور دراز کے علاقوں سے آئے ہوئے علماء کی علمی پیاس بھی بجھاتے تھے ۔وہ علوم جو کتب خانہ کی خدمات میں

---

1 Islamic Culture, Quarterly, Hyderabad, v.13.1929.p135

2 ابن ابی یعلیٰ، ابی الحسین محمد بن محمد، طبقات الحنابلة فی آداب العالم والمتعلم مطبعة السنة المحمدیة، القاہرہ، 1371ھ ص305

3 زاہد علی، تاریخ فاطمین، نفیس اکیڈمی، مصر، 1963ء، ج2، ص382

4 ابن الفوطی، عبدالرزاق بن احمد البغدادی، الحوادث الجامعہ، المکتبہ العربیہ، بغداد، 1351ھ، ص54

5 رکن الدین ہمایوں فرخ، کتاب وکتاب خانہ، ص19

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

ممدومعاون ہوتے تھے اور آج بھی ممد ہو رہے ہیں ان میں اختصا رات (Abstracting)اشاریے(Indexing) کتابیات(Bibliographies) مختلف قسم کی ڈکشنریاں اور انسائیکلوپیڈیاز شامل ہیں۔ حوالہ جاتی امور کے لیے ان پانچوں علوم کی واقفیت بہت ضروری ہے اندلس کے مسلمانوں نے اس میدان میں بہت کام کیا۔

یورپ کی نشاۃ ثانیہ

وحشی اور جاہل یورپ جہالت و بربریت کی دلدل سے کیسے نکلا۔ بعض متعصب اور جاہل یورپی اہل قلم کا تجزیہ یہ ہے ۔کہ جب 1483ء میں سلطان محمد نے استنبول کو فتح کیا۔ تو وہاں سے یہودی علماء بھاگ کر یورپ کے دیگر حصوں میں پہنچے اور ان کے نور علم سے یورپ میں اجالا ہو گیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہودی اتنے ہی با علم تھے تو استنبول پر کیوں تاریکی محیط رہی، شرقی رومہ میں ان کی روشنی کیوں نہ پھیلی؟ یہ بات کون تسلیم کرے کہ جن یہودیوں کے پاس اہل رومہ کے لیے جگنو کا ایک شرر تک نہیں تھا ۔وہ یورپ میں پہنچتے ہی علم کے آفتاب بن گئے صحیح بات وہی ہے جو ڈریپر، بریفالٹ اور ول ڈیوران جیسے مزاج علماء نے کہی ہے۔ ان کے اقوال ملاحظہ ہوں:

" یورپ کی حیات ثانیہ عربوں کی وجہ سے ہوئی یورپ کی حیات نو کا گہوارہ اٹلی نہیں بلکہ اسپین تھا۔ جس وقت یورپ جہالت و بربریت کے تاریک ترین گڑھوں میں گرا ہوا تھا۔ اس وقت بغداد قاہرہ قرطبہ اور طلیطلہ سے وہ تہذیب وزندگی نمودار ہو رہی تھی۔ جس نے بعد میں انسانی ارتقاء کو ایک نئی صورت دی"

یہی فاضل ذرا آگے چل کر لکھتا ہے :۔

"اگر عرب نہ ہوتے تو عصر رواں کی مغربی تہذیب جنم ہی نہ لیتی۔ یورپی نشو ونما کا کوئی پہلو ایسا نہیں، جس میں اسلامی تہذیب کا یقینی سراغ نہ مل سکے یہ صحیح ہے۔کہ عربوں نے کوئی کاپرنیکی یا نیوٹن پیدا نہیں کیا۔ لیکن عربوں کے بغیر کاپرنیکی یا نیوٹن کا پیدا ہونا ناممکن تھا۔"(1)

ڈاکٹر ڈریپر فرماتے ہیں:۔

" قرون وسطی میں سائنس کی ترقی مسلمانوں کی بدولت تھی۔ اس وقت عیسائی دنیا پر جہل و اوہام کی تاریکی محیط تھی اور انہیں علمی مشاغل کی ہوا تک نہیں لگی تھی"(2)

بریفالٹ کہتے ہیں:۔

" بازنطینیوں نے ہزار سال گزار دیئے اور تہذیب و ثقافت کے ارتقا میں کوئی حصہ نہ لیا جس روشنی سے چراغ تہذیب پھر روشن ہوا وہ رومی ویونانی ثقافت کے ان شراروں سے ہی نکلی تھی جو یورپ کے کھنڈروں میں سلگ رہے

---

1 بریفالٹ، رابرٹ، تشکیل انسانیت، مترجم عبدالحمید سالک، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1966ء، ص246

2 ڈریپر، معرکہ مذہب و سائنس مترجم، ظفر علی خان، لائف ممبرز ایسوسی ایشن، گورنمنٹ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، 1992ء ص221

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

تھے بلکہ اسے عرب اپنے ساتھ لائے تھے"(1)

پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں:۔

" عربی کتابوں کے سینکڑوں تراجم یورپ کی برباد زمین پر بارش بن کر برسے اور مختلف شعبہ ہائے علم نے انگڑائی لی۔" (2)

موسیو لیبان کا قول ہے:۔

"یورپ نے عربوں سے تہذیب حاصل کی۔یورپ میں عربوں کے علوم سپین،سسلی اور اٹلی کی راہ سے پہنچے اگر عربوں کا نام یورپ کی تاریخ سے نکال دیا جائے تو یورپ کی حیات ثانیہ سو سال پیچھے جاپڑتی ہے۔" (3)

ایس۔پی سکاٹ کا ارشاد ہے:۔

" فریڈرک دوم نے مسلمانوں کے سارے علوم یورپ میں پھیلائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو ممالک اس کے زیرنگیں نہیں تھے۔ ان میں بھی علمی تحریک پیدا ہوگئی اور وہ یورپ جس پر اندھیرا چھایا ہوا تھا،ابن رشد کے کا فلسفہ،ابن بیطار کے علم نباتات، ابوالقاسم کے علم جراحی ،ابن العوام کے علم زراعت اور ابن الخطیب کے علم تاریخ سے آشنا ہو گیا ہے یہ حقیقت ہے۔کہ عصرِرواں کی تمام ایجادات وبرکات اہل اندلس ہی کے طفیل ہیں۔ (4)

یورپ میں عربی علوم:۔

جنرل طارق نے 711ء میں ساحل اندلس پہ قدم رکھا تھا۔جب وہاں اسلامی سلطنت قائم ہوگئی،ہر جگہ درسگاہیں کھل گئیں۔دائیں بائیں علم پھیلنے لگا تو پہلے وہاں کی مقامی آبادی متاثر ہوئی اور بعد ازاں اردگرد کے ممالک۔گو آج تیرہ سو سال کے بعد یہ بتانا دشوار ہے کہ یورپ کے غیر مسلموں میں عربی علوم کے فاضل کتنے تھے،وہ کہاں تھے؟اور ان کے نام کیا تھے؟ تاہم تاریخ میں کچھ ایسے نام بار بار آتے ہیں،جنھوں نے عربی علوم کے فروغ میں حصہ لیا۔ان میں سے چند معتبر نام بہ زمانہ یہ ہیں۔

1۔گیارھویں صدی عیسوی میں جب نارمنڈی کے ولیم (1087ء) نے برطانیہ کو فتح کیا تو یہ اپنے ساتھ چند ایسے یہودی علماء بھی لے گیا جو عربی علوم کے فاضل تھے انہوں نے برطانیہ میں عربی کے مدارس کھولے جن میں سے ایک آکسفورڈ میں تھا۔یہی وہ مدرسہ ہے جس میں دو سو سال بعد برطانیہ کے مشہور سائنس دان راجر بیکن (1294ء) نے تعلیم حاصل کی تھی۔راجر آکسفورڈ میں پروفیسر بھی رہا۔یہ اپنے طلبہ سے کہا کرتا تھا کہ حقیقی علم حاصل کرنا ہے تو عربی سیکھو۔(5)

---

1 بریفالٹ،رابرٹ، تشکیل انسانیت،مترجم عبدالحمید سالک، مجلس ترقی ادب،لاہور،1966ء،ص234

2 گیام،الفریڈ،میراث اسلام،مترجم عبدالمجید سالک،نگارشات،لاہور،2007ء،ص351

3 لیبان،موسیو،تمدنِ عرب،ص،513

4 خلیل الرحمٰن، منشی اخبار الاندلس،ترجمہ،ہسٹری آف دی مورش امپائر،نصیر کا ٹیج،لاہور 1349ھ،ص351

5 بریفالٹ،رابرٹ، تشکیل انسانیت،مترجم عبدالحمید سالک، مجلس ترقی ادب،لاہور،1966ء،ص،260

2۔ برطانیہ کے ایک عالم ایڈل ہارڈ (1126ء) نے خوارزمی کی الواح ہیئت کو لاطینی میں منتقل کیا۔(1)
3۔ اٹلی کے ایک فاضل جیمز (1128ء) نے سائنس کی چند عربی کتابیں لاطینی میں ترجمہ کیں۔(2)
4۔ رابرٹ آف چیسٹر (1144ء) نے خوارزمی کی کتاب الجبر و المقابلہ کا ترجمہ لاطینی میں کیا۔ ابو عبد اللہ محمد بن موسے خوارزمی (844ء) عہد مامون کا منجم و محاسب تھا۔ جس نے یورپ میں بڑی شہرت حاصل کی۔(3)
5۔ پلاٹو آف ٹوالی (1145ء) نے ابراہیم بن حیۃ یہودی کی کتاب الحساب کو جو عربی سے ترجمہ ہوئی تھی، لاطینی میں منتقل کیا۔(4)
6۔1130ء میں طلیطلہ (اندلس) کے ایک پادری ریمنڈ مارٹن (1150ء) نے جو تفسیر، حدیث، فقہ، اور فلسفہ وغیرہ کا فاضل تھا، امام غزالی (1111ء) کی کتاب تحافتہ لفلاسفہ کا اختصار تیار کیا۔ اس نے طلیطلہ میں تصنیف و ترجمہ کا ایک ارادرہ بھی قائم کیا تھا جس میں ابن رشد، سینا، اور رازی علاوہ یونانی فلسفیوں کے عربی تراجم لاطینی میں منتقل ہوئے تھے اس ادارہ بھی قائم کیا تھا جس میں ابن رشد، سینا، اور رازی کے علاوہ یونانی فلسفیوں کے عربی تراجم لاطینی میں منتقل ہوئے تھے۔(5)
7۔ جیراڈ (1187ء) عربی علوم کا بہت بڑا فاضل تھا۔ اٹلی کے ایک شہر کریمونہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے کتب ذیل کو لاطینی میں منتقل کیا۔

ا۔ جابر بن حیان (830ء) کی السّبعین
ب۔ ابو بکر رازی (925ء) کتاب الاسرار
ج۔ ابن طفیل ابو بکر محمد بن عبد الملک غرناطی (1158ء) کی چند تصانیف۔(6)

8۔ اندلس کے یہود ابن سال (1190ء) نے چند عربی کتابوں کو عبرانی میں ڈھالا۔(7)
9۔ اٹلی کے ایک ریاضی دان لیونارڈ فبوناچی (1222ء) نے خوارزمی کا الجبرا لاطینی میں ترجمہ کیا۔(8)
10۔ سسلی کا جرمن زاد فرمانروا فریڈرک دوم (1198-1250ء) بڑا ہی علم دوست تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اندلس کے ایک یہودی کا گھرانا عربی علوم میں بڑی شہرت کا مالک ہے، تو اس کے گھر کے تمام علما کو اپنے ہاں بلا لیا۔ ان میں سے ایک یہود بن سلیمان نے طلب الحکمۃ لکھی۔ جس میں ابن رشد (1198ء) کے فلسفیانہ افکار تھے۔ اور یعقوب بن مریم نے ابن رشد کی کئ

---

1 ڈیوران، ول، ایج آف فیتھ، ص910
2 ڈیوران، ول، ایج آف فیتھ، ص910، ص910
3 ایضاً
4 ایضاً
5 تمدن عرب، ص514
6 تشکیل، تمدن، میراث کے مختلف صفحات
7 ڈیوران، ول، ایج آف فیتھ، ص910
8 ایضاً، ص310

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

تصانیف کا عبرانی ترجمہ کیا۔(1)

11۔ مائیکل سکاٹ نسلاً سکاچ تھا۔ یہ 1200ء میں پیدا ہوا اور 1250ء کے بعد فوت ہوا۔ اس نے اندلس، فرانس اور اٹلی کی اسلامی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی اور پھر فریڈرک دوم کا درباری بن گیا۔ اس نے ابن رشد کی کئی کتابوں کی شرحیں لکھیں۔ نیز سینا کی القانون اور عربی کی متعدد طبیعی، فلکی اور اخلاقی کتابیں لاطینی میں منتقل کیں۔(2)

12۔ اندلس کے ایک یہودی بناقشہ (1255ء) نے ابن رشد کی القلیات فی الطب اور چند دیگر تصانیف کو لاطینی میں ڈھالا۔(3)

13۔ اٹلی کا ایک فلسفی پادری تھامس ایکناس (1225ء1274ء) اور مشہور جرمن فلسفی البرٹس میگنوس (1206ء 1280ء) عربی مدارس کے فارغ التحصیل تھے۔ ان دونوں نے فلسفہ پہ کتابیں لکھیں اور فارابی، سینا اور الکندی کے دلائل کو بجنسہ لیا۔ یہ سینا ہی تھا جس نے یورپ کو علم طب بھی دیا اور ہیئت و فلسفہ بھی۔ یعنی اس نے فلسفی بھی پالے اور گلیلیو جیسے ہیئت دان بھی (4)۔

14۔ ابو بکر رازی (925ء) قریباً دو سو کتابوں کے مصنف تھے۔ ان مین طب پر ایک کتاب الحاوی بیس جلدوں میں تھی۔ اسکا لاطینی ترجمہ سسلی کے ایک یہودی ابو الفرج بن سالم نے کیا۔(5)

15۔ ابن زہر الشبیلیہ کا ایک طبیب تھا۔ ابن رشد کا دوست کتاب التیسیر کا مصنف اور جالینوس کے بعد سب سے بڑا طبیب اس کی کتاب التیسیر کا لاطینی ترجمہ ایک برطانوی فاضل پیراوی سیس نے کیا تھا۔(6)

16۔ اٹلی کے ایک عالم اینڈریوالپاگو (1520ء) نے سینا کی القانون، نیز دو اور کتابوں کو لاطینی میں منتقل کیا۔

17۔ برطانیہ کے ایک عالم ولیم بیڈویل (1632ء) نے سات جلدوں میں عربی کی ایک لغات کو تیار کیا۔ نیز ان عربی الفاظ کی ایک فہرست بھی بنائی تھی، جو یورپی زبانوں کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ نیز عربی کی اہمیت پر ایک مقالہ لکھا تھا۔(7)

18۔ تیمور کے پوتے الغ بیگ (1449ء) نے سمرقند میں ایک رصد گاہ بنوائی تھی اور 1437ء میں چند علمائے ہیئت کو مشاہدہ فلک پہ مامور کیا تھا۔ ان لوگوں نے ستاروں کے نقشے تیار کیئے جو الواح الغ بیگ کے نام سے مشہور ہیں۔ 1650ء میں برطانیہ کے دو سکالرز جے گریوز اور ٹی ہائیڈ نے ان الواح کو ایڈٹ کر کے لاطینی ترجمے سمیت لندن سے شائع کیا۔ 1846ء میں موسیو سدی لات نے ان کا فرانسیسی ترجمہ کیا۔

19۔ جان گریوز (1652ء) آکسفورڈ میں علم ہیئت کا معلم تھا۔ اس نے عربی علوم کے لیئے مصر اور بغداد کا سفر کیا۔ پھر عربی

---

1 میراث، ص275

2 میراث اسلام ص339

3 ایضاً، ص340

4 تشکیل انسانیت، ص288

5 میراث، ص325

6 ایج آف فیتھ، ص330

7 لوئس، ڈاکٹر برنارڈ، نشری تقریر، بی بی سی لندن، طبع 1940ء

صرف ونحو لکھی اور عربوں کی چند کتب ریاضی بھی ایڈٹ کیں۔(1)

20۔ جان سیلڈن (1654ء) برطانیہ کا ایک قانون دان تھا جو برسوں پارلیمنٹ کا ممبر بھی رہا۔ اس کے پاس عربی مخطوطات کا بڑا ذخیرہ تھا۔ اس نے عربی کی ایک تاریخی کتاب کا ترجمہ بھی کیا۔(2)

21۔ ایڈمنڈ کاسٹل (1685ء) کیمبرج میں پروفیسر تھا اس نے:

ا۔ عربی زبان کی اہمیت پر ایک کتاب لکھی۔

ب۔ یہ عربی کا شاعر بھی تھا اس نے اپنا عربی دیوان انگلستان کے بادشاہ چارلس دوم کی طرف منسوب کیا۔

ج۔ سامی زبانوں کی ایک ضخیم لغات اٹھارہ برس میں تیار کی جو 1669ء میں شائع ہوئی۔

22۔ ایڈورڈ پوکاک (1691ء) شام و مصر کی عربی درگاہوں میں مدتوں پڑھتا رہا۔ 1636ء کے قریب آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا۔ کچھ عرصہ پہلے یہ شام سے ایک انجیر کا پودا لایا تھا جو اس نے آکسفورڈ میں لگا دیا تھا۔ جب یہ پروفیسر مقرر ہوا تو وہ پودا جوان ہو چکا تھا اور یہ اس کے سائے میں بیٹھ کے پڑھتا اور لکھتا تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں۔

ا۔ ابوالفرح بن سالم کی المختصر فی الدول کا پہلے خلاصہ لکھا اور پھر ترجمہ کیا۔

ب۔ مشہور عربی قصیدہ لامیۃ العجم کی شرح لکھی۔

ج۔ بڑی تعداد مین عربی موضوعات پر مقالے لکھے۔(3)

23۔ سائیمن اوکلے (1720ء) پوکاک کا شاگرد تھا اور کیمبرج میں پروفیسر تھا اس نے اسلام کی سیاسی و تمدنی تاریخ تین جلدوں میں لکھی۔ ابن طفیل کی حی بن یقظان کا ترجمہ کیا۔ اور اسلامی علوم پہ ایک کتاب لکھی۔(4)

24۔ ایڈورڈ پوکاک کا بیٹا، پوکاک (1727ء) بھی علوم عرب سے شغف رکھتا تھا اس نے ابن طفیل کی ایک کتاب نیز عبداللطیف کی تاریخ مصر انگریزی میں منتقل کی۔(5)

25۔ ایک اور برطانوی عالم پریڈو (1728ء) نے رسول اکرم ﷺ پر ایک کتاب لکھی۔(6)

26۔ جارج سیل (1736ء) انگلستان کا ایک وکیل تھا۔ اس نے اوقات فرصت مین عربی سیکھی اور پھر قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا۔(7)

---

1 ایضاً

2 ایضاً

3 لوئس، ڈاکٹر برنارڈ، نشری تقریر، بی بی سی لندن، طبع 1940ء

4 ایضاً

5 ایضاً

6 ایضاً

7 ایضاً

27۔ ایک اور انگریزی عالم چاپلو(1768ء) نے طغرائی کے قصیدہ لامیۃ العجم اور مقامات حریری کو انگریزی میں منتقل کیا۔(1)

28۔ سر ویلیم جونز(1794ء) نے عرب بدوؤں اور وہابیوں پہ ایک کتاب لکھی۔ نیز امثال العرب کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔(2)

29۔ بصرہ کے ایک تاجر نے جو تجارت کی غرض سے ہندو چین گیا تھا،851ء میں سفر نامہ ہندو چین لکھا، جسے فرانس کے ایک مشہور فاضل موسیو ریناں(1892ء) نے 1845ء میں فرانسیسی میں منتقل کیا۔(3)

30۔ خیام(1112ء) کے الجبرا کا فرانسیسی ترجمہ ایف۔ ووپیک نے 1801ء میں کیا۔(4)

31۔ یاقوت حموی (1229ء) کی دو کتابیں بڑی مشہور ہیں۔ معجم البلدان دس جلد، اور معجم الادبا بیس جلد۔ اول الذکر کو ایک جرمن عالم وسٹن فیلڈ نے 1866ء میں لینزگ سے شائع کیا۔ اور دوسری کو پروفیسر مار گولیتھ (برطانیہ) نے۔(5)

32۔ ابن خلکان، ابنِ خوقل اور اصطخری کی تصانیف ڈی۔ گوجے نے 1870ء میں لائیڈن سے شائع کیں۔(6)

33۔ لین(Lane) کے نام سے دو برطانوی عالم بہت مشہور ہوئے ہیں۔

ایک: ای ڈبلیو۔ لین(1891ء-1867ء) اور دوسرا اسٹینلے لین پول۔

پہلا عربی سیکھنے کے لیئے تین برس تک مصر میں رہا۔ پھر عربی الف لیلہ کا انگریزی ترجمہ کیا۔ مصریوں پر ایک کتاب بھی لکھی۔ اس کے بعد 1844ء میں ایک عربی لغت لکھنا شروع کی۔ جسے وہ موت تک مکمل نہ کر سکا۔ اس کی آخری دو جلدیں اس کے بھتیجے سٹینلے لین پول (1925ء) نے لکھیں۔ یہ لغات ایک عظیم علمی شاہکار ہے۔ جہازی تقطیع کی آٹھ جلدوں پہ مشتمل نہایت مفصل اور قابل اعتماد۔ دوسرا لین پول، کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ ان میں سے ایک یعنی "محمڈن ڈناسٹیز" کا اردو ترجمہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے فرمانروایان اسلام کے نام سے کیا ہے۔

34۔ ایڈورڈ ہنری پامر (1882ء) کیمبرج میں پروفیسر تھا۔ یہ عربی کا شاعر تھا۔ جب شاہ ایران نے برطانیہ کا دورہ کیا تو پامر نے اس دورے پر اردو میں ایک مضمون لکھا جو ہندوستان کے ایک رسالے میں شائع ہوا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:۔

عربی گرائمر

ہارون الرشید کے حالات

مصری شاعر بہاؤالدین زہیر کے کلام کا منظوم انگریزی ترجمہ

فارسی لغات

ایک کتاب صحرائے سینا پر۔

---

1 ایضاً

2 ایضاً

3 تمدن عرب، ص427

4 اتیج آف فیتھ، ص321

5 نکلسن، ڈاکٹر، اے لٹریری ہسٹری آف دی عربز، کیمبرج یونیورسٹی پریس، لندن، 1977ء، ص257

6 برل، ای۔ جے۔ برل کی فہرستِ مطبوعات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 4 No.4 2020

کیمبرج لائبریری کے عربی وفارسی مخطوطات کی فہرست
کئی کتابوں کا انگریزی ترجمہ۔

35۔پروفیسر ولیم رائٹ (1889ء) نے ابن جبیر کا سفر نامہ شایع کیا۔دو جلدوں مین عربی گرائمر لکھی۔مبرد کی الکامل ایڈٹ کی ۔اور المقری کی تاریخ اندلس کی اشاعت میں ڈوزی (1883ء) کا ہاتھ بٹایا۔(1)

36۔1890ء کے قریب ایک فرانسیسی عالم او۔ہووس نے جابر بن حیان کی نو کتابوں کو ایڈٹ کیا۔(2)

مذکورہ بالا اہل قلم کے علاوہ بیسیوں اور ہیں۔ جنہوں نے یا تو مختلف عربی کتب کے ترجمے کیے اور یا اسلامی موضوعات پر مستقل کتابیں لکھیں ۔ مثلا آرنلڈ اے ۔اے ۔بیون، سر چارلس لائل ،لین پول، مارگولیتھ، نکلسن، براؤن، آربری وغیرہ۔ تقاضائے وقت یہ ہے کہ فرانس، اٹلی، جرمنی،اسپین اور انگلستان کے تمام ایسے علماء کی فہرست تیار کی جائے جنہوں نے یا تو کسی عربی کتاب کا ترجمہ کیا تھا اور یا اسلامی تاریخ و تہذیب پر کچھ لکھا تھا۔

---

1 اینچ آف فیتھ ،ص321

2 برل کی فہرست مطبوعات